آخری قطعی فیصلہ کن مناظرہ لاہور

مولوی اشرف علی تھانوی کا

مناظرے سے فرار

اہل سنت وجماعت اور فرقہ

دیوبندیہ کے اختلافات کا خاتمہ

آخری قطعی فیصلہ کن لاہور کا مناظرہ

اہل سنت و جماعت اور رقہ دیوبندیہ کے اختلافات کا خاتمہ

جو امام اہل سنت حجتہ الاسلام حضرت مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب بریلوی اور پیشوائے فرقہ دیوبندیہ مولوی اشرف علی تھانوی کے مابین ۱۵؍شوال مکرم ۱۳۵۲ھ کو لاہور میں ہوا

ناظرین کرام ۱۵؍شوال کو یاد رکھیں۔ اراکین انجمن کا ہمیشہ سے تجربہ رہا ہے کہ مرکزی انجمن جزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ جلسوں میں جبکہ ہندوستان وپنجاب کے مشاہیر علمائے اہل سنت کا وردوسعود ہوتا ہے۔ تو قریب قریب تمام مذاہب باطلہ میں ایک کھلبلی پڑ جاتی ہے اور کسی نہ کسی طرف سے کبھی کھلی چٹھی کبھی خیر مقدم کبھی عریضہ کے نام سے نام سے مضامین آتے رہتے ہیں۔ اس سال بھی جبکہ ایام جلسہ قریب آئے اور بذریعہ پوسٹر اعلان کیا گیا کہ ۲۴۔۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کا سالانہ اجلاس ہوگا۔ تو ایک نام نہاد بعیت الاحناف ظاہر ہوئی جس کا علم اس سے قبل ہمیں نہ تھا اور اس کے سکریٹری جناب بابو سردار محمد صاحب لاہوری نے سلسلہ خط وکتابت شروع کر دیا چونکہ ناظم انجمن مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری انتظام مہام جلسہ میں مصروف تھے۔ تیسرے جواب میں مولانا ممدوح نے نہایت نیک نیتی سے سلسلہ خط وکتابت مسدود کرتے ہوئے تحریر فرمادیا کہ آخری گذارش یہ ہے کہ آپ مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین کو یا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی یا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کو اتوار کے دن گیارہ بجے سے ہمراہ لے آئیے۔ فقیر مودبانہ طریق سے شرائط مناظرہ طے کر کے متنازعہ فیہا مسائل میں مناظرہ کرنے کو تیار ہے۔ یہ خط دفتر انجمن سے انجمن کی مہر لگا کر بھیجا گیا تھا جس کے صریح معنی یہ تھے کہ سکریٹری جمعیت الاحناف مذکورہ بالا علما میں سے کسی کو اپنے ہمراہ لے کر دفتر مرکزی انجمن جرب الاحناف ہند لاہور میں پہنچ جاتے اور قبل تشریف آوری ناظم صاحب کو اطلاع دیتے اور اپنی نیک نیتی کا ثبوت پیش کرتے۔ بجائے اس کے سکریٹری صاحب کی طرف سے ۲۳۔۲۴۔۲۵ نومبر تک صدائے برخواست اور ۲۶ نومبر کی شب ایک پوسٹر کلاں بخط جلی بعنوان دیوبندی اور بریلوی جماعت کا فیصلہ کن مناظرہ چھاپ کر شائع فرمادیا جو دیواروں پر چسپاں نظر سے گزرا۔ اس میں مسجد وزیر خاں میں جہاں جلسہ منعقد تھا تشریف لانے کا اعلان فرمایا۔ اس وقت برادرم مکرم شیخ محمد دین صاحب کلاہ مرچنٹ جن کی وساطت سے خط وکتابت ہو رہی تھی ناظم انجمن نے کہا کہ یہ اعلان کیسا ہے۔ شرائط مناظرہ طے کرنے کے تھے حسب تحریر وہ دفتر میں وقت مقررہ پر تشریف لا سکتے ہیں۔ جلسہ گاہ میں آنے کے کیا معنی ہیں۔ اگر بالفرض طرفین کے آدمیوں میں تصادم ہو گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ مسجد وزیر خان میں آنے کی ہرگز اجازت نہیں وہ دفتر میں تشریف لائیں چنانچہ شیخ صاحب نے سکریٹری صاحب کو متنبہ کیا اور حسب تحریر دفتر میں آنے کی ہدایت کی اور سکریٹری صاحب نے حتمی وعدہ کیا کہ ہم صبح وقت مقررہ پر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے دفتر میں حاضر ہو جائیں گے مگر بجائے اس کے سکریٹری صاحب مع چند بیرونی علماء دیوبند کے تقریباً پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ جلسہ گاہ پر ایسے آدھمکے کہ گویا کسی پر دھاوا بولا تھا۔ ناظم حزب الاحناف جناب مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب اپنی تحریر کے مطابق دفتر انجمن میں مدعوشدہ نمائندوں کے منتظر تھے اور جلسہ گاہ کا نظام حضرت علامہ ابوالحسنات حافظ حکیم محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان کے سپرد تھا اور اس وقت جلسہ زیر صدارت خان بہادر مولوی محرم علی صاحب چستی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب ہو رہا تھا۔ اسٹیج پر عمائدین شیر رونق افروز تھے۔ صاحب صدر نے جلسہ میں مداخلت کرنے سے روکا اور علامہ ابوالحسنات سے سردار محمد صاحب سکریٹری جمعیت الاحناف سے نہایت مہذبانہ طریقہ سے فرمایا کہ آپ انجمن کے دفتر میں تشریف لے جایں۔ وہاں ناظم انجمن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ شرائط مناظرہ وہیں ہی طے کریں گے۔ مگر انہوں نے بجائے اس کے یہ کہا کہ بازوروں میں نعرہ تکبیر کے ساتھ گشت شروع فرما کر اس امر کا مظاہرہ پیش کرنا چاہا کہ ہمارے علما مناظرہ کو آئے اور علمائے اہل سنت نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ اس پر بعض معاملہ فہم حضرات نے انہیں سمجھایا کہ اس طرح غلط پروپیگنڈہ نامناسب ہے۔ ضابطہ یہی چاہتا ہے کہ آپ حضرات میں سے چند معتمد اشخاص مع مدعودین مون کے دفتر انجمن میں جائیں اور ناظم انجمن سے باہمی شرائط طے کر لیں پھر اگر وہ آپ کو روکیں تو ان کا فرار ہے بالآخر سردار محمد صاحب نے یہ بات سمجھ لی اور مولوی منظور صاحب سنبھلی دیوبندی اور مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری اور مولوی عبدالحنان صاحب لاہوری اور مولوی اسماعیل صاحب سنبھلی اور مولوی ابوالقام صاحب اور چند اور جن کے نام معلوم نہیں ہمراہ لے کر دفتر میں پہنچے۔ ناظم صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے ان کو بیٹھنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ آپ خلاف وعدہ مسجد وزیر خان میں کیوں تشریف لے گئے آپ کو جہاں سے خط لکھا گیا ہے وہاں آنے چاہئے تھا۔ اور بجائے تحریری اطلاع کہ آپ نے پوسٹر کیوں شائع کیا اس کو واپس لیجئے۔ اور اپنی غلطی کا اعتراف کیجئے۔ اس پر دیر تک بحث ہوتی رہی۔ بالآخر جناب میاں عبدالرحیم صاحب میونسپل کمشنر رئیس، اعظم گڑھی شاہ اور

جناب مولوی شیر نواب صاحب میونسپل کمشنر قصور نے اس بحث کو ختم کرایا اور جناب سکریٹری جمعیت الاحناف لاہور نے مذکورہ بالا علماء دیوبند کے حکم اور مشورہ سے مندرجہ ذیل قرارداد تحریر کر کے ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کو دی اور تاریخی مناظرہ ۱۵ رشوال مکرم ۱۳۵۲ھ مقرر ہوئی۔ اظہار واقعہ اور اعلان مناظرہ کی غرض سے چند سطور نذر ناظرین کی جاتی ہیں۔ مولا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حسب اقرار فریقین یہ مناظر ہو جائے اور ہمیشہ کیلئے اس مذہبی جنگ کا خاتمہ ہو جائے اور حق کا مالک حق واضح فرما کر فریق باطل کو قبول حق کی توفیق دے اور فریقین باہم متحدہ ہو کر خدمت اسلام کریں۔

نقل تحریر سکریٹری جمعیت الاحناف لاہور

آج مورخہ ۳۳-۱۲-۲۶ بروز اتوار بوقت گیارہ بجے دوپہر جس مناظرہ کا عنوان فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا وہ بعض وجوہات کی بنا پر معرض التوا میں رکھا گیا ہے اور اس کیلئے ۱۵ رشوال ۱۳۵۲ھ کا دن مقرر کرتے ہیں۔ اس پر دو فریق کا اتفاق ہے ہم اپنی طرف سے مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو اس مناظری کیلئے لانے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ تشریف نہ لا سکے اور اپنا کوئی وکیل بھی نہ بھیج سکے تو اس صورت میں ہم آئندہ ان کی تحریرات کی پیروی ترک کر دیں گے اور ان کی اختلافی تحریرات سے اظہار نفرت کریں گے۔ اسی طرح سے فریق ثانی مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب کو لانے کی کوشش کریں گے اور اگر وہ تشریف نہ لا سکے اور اپنا کوئی وکیل بھی نہ بھیج سکے تو اس صورت میں وہ آئندہ ان کی تحریرات کی پیروی ترک کر دیں گے اور ان کی اختلافی تحریرات سے اظہار نفرت کر دیں گے اور تاریخ مناظرہ سے پہلے ہر دو فرقی اپنے علماء کے اسم گرامی شائع فرماویں گے، ثالثین کا تقرر تاریخ مناظرہ سے دو یوم پہلے مقامی حضرات خود کر کے اعلان کر دیں گے۔ اس مناظرہ کا موضوع حسام الحرمین الشریفین میں جن جن عبارت پر اعتراضات کیے گئے ہیں ان پر علی الترتیب بحث ہوگی۔ مسئلہ قادیانیت زیر بحث نہ ہوگا اس لیے کہ وہ فریقین کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔

ان مباحث کے طے ہو جانے کے بعد اسی پلیٹ فارم پر دوسرے تمام مسائل اختلافیہ مابین فریقین پر بحث کیلئے تصفیہ کر لیا جائے گا۔ سردار محمد بقلم خود ناظم جمعیت الاحناف لاہور ۳۳-۱۱-۲۶ حامی سن ماحی مفتن حضور مولانا مولی ابوالبرکات سید احمد ساحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نے مندرجہ ذیل تحریر سکریٹری جمعیت الاحناف کو دی۔ جناب سردار محمد سکریٹری جمعیت الاحناف لاہور نے جس مناظرہ کا اعلان بصورت پوسٹر شائع کیا تھا اور گزرگاہوں میں چسپاں فرمایا تھا اس کو بعض وجوہ کی بنا پر ملتوی کر کے جو قرارداد متفقہ فریقین جو اپنے دستخطوں سے ہمیں دی ہے ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔

نقل کھلی چٹھی بنام مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

واضح ہو کہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء بوقت ۱۰ بجے دن کے آپ کو جوابی تار ارسال کیا گیا تھا۔ جس کا مضمون بعنیہ یہ ہے۔ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانہ بھون ضلع مظفر نگر، حزب الاحناف کے جلسے ہو رہے ہیں۔ علمائے اہل سنت کے تمام اکابر کا اجتماع ہے۔ اس بہتر موقع پر آپ تشریف لا کر حفظ الایمان براہین قادعہ تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق تصفیہ کر لیں تا کہ تمام ہندوستان کے پریشان کن جنگ کا خاتمہ ہو جائے۔ اس موقع پر تکلیف سفر گوارا کرنا آپ پر لازم ہے۔ تار کے ذریعہ سے تشریف آوری کے وقت سے اطلاع دیجئے۔ آپ کا سیکنڈ کلاس کا کرایہ تشریف لانے پر پیش کیا جائے گا اور ہر ممکن آسائش پہنچائی جائے گی (از جانب امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور) اور جواب کیلئے موازی تیرہ آنے نقد ڈاک خانہ میں ادا کیے تھے جس کی رسید دفتر میں محفوظ ہے۔ لیکن آپ نے ہماری مخلصانہ گذارش کو شرف قبولیت نہ بخشا یعنی آج تک تار کا جواب نہیں دیا اور نہ تیرا آنے کا فارم ہی واپس کیا۔ لہٰذا التماس یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے جواب دینا اور تشریف لانا خلاف مصلحت و حکمت سمجھا گیا تھا تو فارم قیمتی تیرہ آنے کا مہربانی فرما کر واپس فرما دیں۔ اس لیے کہ یہ غرباء اہل سنت کا پیسہ ہے کاش ہماری مخلصانہ معروض قبول فرما کر آپ لاہور تشریف لے آتے اور عبارات حفظ الایمان براہین قاطعہ۔ تحذیر الناس کے متعلق اکابر اہل سنت سے (جو جلسہ میں رونق افروز تھے) فیصلہ کن مناظرہ ہو کر تصفیہ ہو جاتا اور فریقین سے حقارت و منافرت کا سلسلہ منقطع ہو کر اس عالمگیر مذہبی جنگ کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو جاتا۔ ہمیں آپ کے اس موقع پر سکوت و بے اعتنائی اختیار کرنے کا نہ صرف افسوس بلکہ بے حد رنج ہے۔ خیر اب چونکہ آپ کے معتقدین عمائدین شہر لاہور نے اس فیصلہ کن مناظرہ کیلئے جناب محترم سردار محمد خان صاحب ناظم جمعیت الاحناف نے مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی اور مولوی ابوالقاسم صاحب اور مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری اور مولوی محمد اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحنان صاحب لاہوری کے سامنے ان کے مشورہ سے فیصلہ کن مناظرہ کیلئے ۱۵ رشوال ۱۳۵۲ھ کا دن مقرر فرما کر فریقین کے اتفاق سے اپنے دستخطوں سے ہمیں تحریر عطا فرما دی ہے جو عنقریب شائع کر دی جائے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس تاریخ پر آپ بنفس نفیس لاہور قدم رنجہ فرما کر فیصلہ کن مناظرہ کر کے ہمیشہ کیلئے فریقین میں صلح و آشتی اور محبت و اتحاد کی بنیاد قائم کر دیں گے۔ فقط

جواب کا منتظر

فقیر قادری ابوالبرکات، سید احمد

ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور،

کھلی چٹھی اور تار کا جواب ابھی تک نہیں ملا۔

استدعا: تمام ہندوستان و پنجاب کے سنی مسلمانوں کو نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ ۱۵ رشوال ۵۲ ۱۳ ھ کا انتظار کرنا چاہیے اور بارگاہ رب العزت میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ماہ مبارک رمضان میں دعائیں مانگیں کہ جامع المتفرق بحرمت سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم بہت جلد وہ صورت پیدا فرمادے کہ فریقین میں کامل وداد و اتحاد ہو کر متفقہ طور پر دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں۔

المشتہرین: اراکین مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور

دیوبندیوں کا مضطربانہ فرار

مناظرہ سے بچنے کے حیلے

مقررشدہ مناظرہ میں منظر عام پر آنے سے کھلا انکار!

۱۵رشوال ۵۲ ۱۳ ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء کا دن حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی اور جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے مابین مناظرہ کیلئے مقرر ہے تمام پبلک اس کی منتظر ہے۔ایک خلق اس کی طرف آنکھیں لگائے ہوئے ہے، برابر اعلان شائع ہورہے ہیں۔حضرت حجۃ الاسلام تشریف لے آئے آپ کی تشریف آوری کا اعلان شائع ہوگیا۔آپ ۱۵رشوال کو صبح دس بجے مقام مناظرہ مسجد وزیر خان مرحوم میں اپنے مقابل کو طلب فرماتے ہیں۔آپ کے اعلان تشریف آوری نے وہابیہ دیوبندیہ کو عجیب اضطراب میں ڈال دیا۔

۱۴رشوال مطابق ۳۰ جنوری کی شام کو جس کا اگلا دن مناظرہ کیلئے مقرر ہے وہابیہ دیوبندیہ نے ایک پوسٹر شائع کیا اس میں اشتعال انگیز اور دل آزار کلمات لکھے۔ہم اس وقت ان کی عنایتوں کا جواب نہیں دے سکتے لیکن پوسٹر میں جس مقصد کا انہوں نے اظہار کیا وہ محض اس قدر ہے کہ مناظرہ کی خاطر یہ شکل ہوسکتی ہے کہ حکم کے سامنے تنہائی میں دونوں طرف کے صرف دو مناظرہ باہم گفتگو کریں اور کوئی مجمع نہ ہو اور اس کے خلاف یعنی کسی مجمع خاص میں بھی گفتگو کرنے کیلئے وہابی دیوبندی تیار نہیں ہیں۔

یہ وہابیہ کا کھلا ہوا فرار اور مناظرہ سے صاف انکار ہے اور ہر ازہا بندگان خدا جو دور دراز سے مناظرہ دیکھنے کیلئے آئے ہیں وہ کس طرح اس پر راضی ہوسکتے ہیں کہ مناظرہ صرف دو آدمی تنہائی میں کریں، اس کو کون مناظرہ کہے گا۔ یہ وہابیہ دیوبندیہ کی شرافت ہے کہ خود تو مجمع عام سے گریز کریں اور میدان میں آنے والے شیروں کو فرار کا الزام دیں اور جو مضمون چھاپ کر شائع کیے ہیں ان پر مناظرہ خلوت تنہائی میں ہو۔

وہابیہ کی غلط بیانی

اس پوسٹر میں وہابیہ دیوبندیہ نے غلط بیانی کرکے پبلک کو یہ مغالطہ دیا ہے کہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نے ڈاکٹر سر محمد اقبال اور مولانا اصغر علی صاحب روحی کی طرف انکار ثالیثت کی غلط نسبت کی، یہ دیوبندیہ کا جھوٹ الزام ہے۔ ہمارے پاس دونوں صاحبوں کی تحریریں موجود ہیں اور وہ انکار نہیں فرماسکتے۔

وہابیہ دیوبندیہ ہوشیار

اگر ۱۵رشوال روز چہارشنبہ ۱۰ربجے دن کو مقام مناظرہ مسجد نواب وزیر خان مرحوم میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو یا ان کی معتبر سند وکالت کے ساتھ کوئی وکیل مجاز ماذون مطلق پیش نہ کیا تو تمہیں دنیا میں منہ دکھانے کی جگہ نہ رہے گی اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی شکست فاش میں وہابی بندی کو جائے عذر باقی نہ رہے گی۔

المشتہرین: اراکین مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور

مولوی اشرف علی تھانوی کی شکست اول

حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب بریلوی مدظلہ کے مقابل مناظرہ کیلئے نہ تھانوی خود آ سکے نہ ان کا وکیل مجاز۔ ہندوستان بھر میں اور بالخصوص لاہور میں اس مناظرہ کیلئے دنیا بے چین تھی جو ۱۵؍شوال ۱۳۵۲ھ کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی یا ان کے وکیلوں کے مابین عبارات تحذیر الناس و براہین قاطعہ حفظ الایمان وفتویٰ گنگوہی سے متعلق قرار پا چکا تھا اور وہابیہ نے لکھ دیا تھا کہ اگر تھانوی یا ان کا وکیل نہ آئے تو وہ ان سے قطع تعلق کر لیں گے۔ ۱۴؍شوال تک تو وہابیہ کی طرف سے بالکل سکوت رہا مگر اس اک دن میں انہوں نے تین اشتہارات پے در پے شائع کر کے کوشش کی کہ اشتعال انگیزی ہو جائے، فساد ہو جائے یا مناظرہ بجائے مجمع عام کے خلوت میں ہو اور دو مناظرہ کے سوا کوئی اور شخص وہاں موجود نہ ہو صرف ان کے تجویز کیے ہوئے ثالث ہوں

مگر یہ حیلہ جوئیاں نہ چلیں اور حضرت حجۃ الاسلام مدظلہ تعالیٰ کے لاہور پہنچ کر بار بار پوسٹروں کے ذریعہ اپنے مقابل کو طلب فرمانے سے وہابیہ کو اندیشہ ہو گیا کہ اگر وہ مجمع عام میں نہ پہنچے تو ان کی نہایت ذلت و رسوائی ہو گی اور سب لوگ ان سے پھر جائیں گے۔ اس مجبوری سے ان کے مقامی اور بیرونی بہت سے مولوی جمع ہو کر مقام مناظرہ مسجد وزیر خان میں ۱۵؍شوال ۱۳۵۲ھ روز چہارشنبہ ۱۰؍بجے تشریف لائے۔ علمائے کرام اہل سنت کی جماعت کثیر پہلے سے ہی موجود تھی۔ جلسہ گاہ آدمیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مجمع نہایت پر امن تھا۔ سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست حلقہ کے صدر بنائے گئے لیکن وہابیہ جو ڈیڑھ اینٹ کی الگ چننے کی عادی ہیں انہوں نے اپنی چھوٹی سی جماعت کا چھوٹا سا صدر الگ ہی چن لیا کوئی مقامی مقتدر شخص میسر نہ آیا تو قبضہ سنبھل کے مولوی اسماعیل ہی کو صدر بنا لیا۔ جن بیچارے کو صدارت کا اتنا سلیقہ اور تجربہ تھا کہ خود ہی صدر بنے اور خود ہی سکریٹری کے وکیل بیک وقت آپ کو دونوں منصبوں کا اعزاز حاصل تھا اور آپ اس پر بہت مفتخر اور نازاں ہیں۔ مجمع میں ہر چند آپ کو سمجھایا گیا کہ آپ ایک منصب قبول فرمایئے۔ یہ دو منصب کس طرح جمع کر رہے ہیں۔ مگر آپ نے ان دونوں نعمتوں کو کسی ایک کا چھوڑنا گوارا نہ فرمایا۔ بہت لطف ہوا۔ جب سید حبیب صدر جلسہ نے دریافت کیا کہ اگر بحیثیت وکالت تقریر کرتے ہوئے جناب کی تقریر لمبی ہو گی یا کسی وجہ سے روکنے ٹوکنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ کو کون روکے گا۔ فرمایا کہ آپ۔ سید صاحب نے فرمایا تو آپ میرا حکم مانیں گے۔ مولوی اسماعیل نے کہا کہ ہاں سید صاحب کے ہاں پر صدر کہاں ہوئے۔ آپ کا صدر میں، اس پر جلسہ میں بہت مضحکہ ہوا۔ مگر آپ نہ صدارت ہی کو چھوڑ سکتے تھے نہ سکریٹری کی قائم مقامی سے ست بردار ہونے کا صدمہ عظیم برداشت کر سکتے تھے۔ بہرحال اگر آپ کے سر پر صدارت کی دستار تھی تو دوش پر سکریٹری کی نیابت کا جبہ بھی تھا۔ حضرت مولانا مفتی سید احمد صاحب نے اعلان کیا کہ حسب قرار حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب مدظلہ مجلس مناظرہ میں رونق افروز ہیں۔ جماعت وہابیہ حسب قرار مولوی اشرف علی یا انکے وکیل مناظرہ کو پیش کرے جس کے پاس وکالت کی معتبر سند ہو اس پر بعد قیل وقال بسیار و حیلہ و اغدار وہابیہ کے صدر نائب سکریٹری نے ایک میلا پرچہ جیب شریف سے نکالا اور فرمایا کہ یہ سند وکالت ہے۔ جو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھی ہے۔ یہ سند مجمع میں پڑھی گئی۔ اس میں کہیں یہ نہ تھا کہ ۱۵؍شوال کو لاہور میں جو مناظرہ ہونے والا ہے میں اس میں بجائے اپنے فلاں شخص کو اپنا وکیل بنا کر بھیجتا ہوں۔ اس کا ہر قول اور قبول و عسول فتح و شکست سب مجھے قبول ہو گا۔ اور میرا اقرار پائے گا۔ بجائے اس کے وہ ایک عجیب و غریب تحریر تھی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مذبذبین کو عبارت حفظ الایمان کی تفہیم کیلئے میں مولوی حسن احمد فیض آبادی اور مولوی منظور و مولوی اسماعیل سنبھلی اور مولوی ابوابوفا شاہجہانپوری کو اپنا وکیل بناتا ہوں جب یہ وکالت نامہ پڑھ کر سنایا گیا تو مولانا مفتی سید احمد صاحب نے فرمایا کہ یہ تفہیم کی اجازت ہے وہ بھی مذبذبین کو اس میں مناظرہ کا لفظ تک نہیں، نہ کہیں مناظرہ کا وکیل کس طرح ہو گئے یہ اجازت ہو گی تو وعظ گوئی کی ہو گی۔ ہمارا جو مناظرہ مقرر ہوا ہے اس کا مبحث عبارات تحذیر الناس فتویٰ گنگوہی براہین قاطعہ و حفظ الایمان جن پر حسام الحرمین میں حکم کفر دیا گیا ہے وہ ہیں۔ تھانوی صاحب کی تحریر میں نہ مباحث کا ذکر ہے نہ مناظرہ کا لفظ نہ لاہور کا نام ہے۔ نہ حزب الاحناف جمعیت الاحناف کی قراردادوں کا حوالہ ہے نہ پندرہ شوال ۱۳۵۲ھ کی تاریخ ہے نہ بحث کی اجازت ہے نہ یہ ذکر ہے کہ میرا وکیل جو قبول کر لے گا مجھے بھی وہ قبول ہو گا۔ پھر کس طرح منایا جائے کہ یہ تحریر سند وکالت مناظرہ ہے۔ اس پر مولانا ابوالفتح صاحب مولوی حشمت علی خان صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ سند وکالت مناظر نہیں نہ تھانوی خود آئے نہ ان کا وکیل مجاز پہنچا لہٰذا حسب قراردادان کی اس شکست کا اعلان کرتا ہوں اس پر وہابیہ کے صدر نائب السکریٹری صاحب بہت بے چینی سے اٹھے اور نہایت بے کسانہ شکل کے ساتھ فریادیوں کے لہجے میں آپ نے عرض کیا کہ مولوی حشمت علی خان صاحب اپنا یہ اعلان واپس لے لیں لیکن ہزار ہا مجمع کے بیچ میں ایک بھی شخص ایسا نہ تھا جو ان کی تائید کرتا اور ان کا ہم زبان ہو گا۔ سب مجمع دیکھ رہا تھا کہ مناظرہ کے موقع پر سبق پڑھاتے یا وعظ کہنے کی اجازت لے کر آئے ہیں۔ یہ تمسخر ہے یا فریب دہی ہے وہابیہ کے صدر نائب السکریٹری کی منت و لجاجت پر جلسہ کے صدر جناب سید حبیب صاحب نے ان کی اتنی خاطر کی کہ مولانا حشمت علی خان صاحب سے فرمادیا کہ یہ لفظ کچھ قبل از وقت ہیں مگر انہیں جواب دے دیا گیا کہ یہ فیصلہ مجمع عام کے ہاتھ ہے، جناب جلسہ کے انتظام کیلئے صدر ہیں چنانچہ قابل صدر نے اس کا اعتراف کیا بیچارے وہابیہ کو جواب دے دیا وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ پھر وہابیہ نے درخواست کی کہ کسی ایک شخص کو تجویز کر لیا جائے جو تجربہ دیکھ کر یہ بتادے یہ تحریر وکالت مناظرہ کی ہے یا نہیں اس پر مولانا ابوالفتح حافظ حشمت علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اب بھی تیار ہیں کہ آپ یہاں سے ہمارے دو آدمیوں کو لے جایئے اور خود تھانوی سے دریافت کر لیجئے کہ کیا یہ وکالت نامہ مناظرہ ہے اور آپ نے مناظرہ کیلئے ان اشخاص کو اپنا وکیل کیا ہے، اگرچہ یہ بات بڑی پر زور بہت بات مگر وہابی جانتے تھے کہ نہ مولوی اشرف علی صاحب نے کسی کو مناظرہ کا وکیل کیا ہے اور نہ وہ ہرگز یہ کہیں گے کہ یہ تحریر مناظرہ وکالت کا نامہ ہے اس لیے وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے اور مجمع کی رسوائی انہوں نے گوارا کی۔ اخیر میں وہابیہ نے یہ ایک استدعا پیش کی کہ ہمارے جو علماء موجود ہیں وہ اپنی طرف سے ایک شخص کو مولوی اشرف علی صاحب کا وکیل تسلیم کیے لیتے ہیں اس کی فتح و شکست کو مولوی اشرف علی

صاحب کی شکست وفتح تسلیم کرلیں گے حضرت حجۃ الاسلام اپنی طرف سے کسی شخص کو اجازت دے دیں چونکہ وہابیہ کی استدعا میں اور اس نئی توکیل میں مولوی اشرف علی صاحب کی طرف سے جو وکالت نامہ پہلے انہوں نے منسوب کیا تھا اور جس کو مناظرہ کا وکالت نامہ بتایا تھا اس کی ایک طرف تکذیب اور اپنے اس دعوے کے اعلان کا ایک گونہ اعتراف پایا جاتا ہے اور مجمع بھی مناظرہ دیکھنے کیلئے منتظر تھے۔ اس لیے یہ درخواست منظور کرلی گئی۔ وہابیہ نے مولوی منظور سنبھلی کو تھانوی کا وکیل تسلیم کیا اور حضرت حجۃ الاسلام مدظلہ العالی نے مولانا ابوالفتح مولوی حافظ حشمت علی خان صاحب کو اپنی طرف سے مناظرہ کی اجازت دی اور وکیل مقرر فرمایا۔ مولانا ابولافتح صاحب اور منظور سنبھلی کے درمیان جو کچھ گفتگو ہوئی اور سنبھلی نے جس طرح مناظرہ سے جان بچا کر فرار کیا اس کی تفصیل اشتہار آئندہ میں ملاحظہ ہو۔ اب ہم مولوی اشرف علی صاحب کی وہ تحریر پیش کرتا ہوں جس کو وہابی جماعت نے براہ چالاکی مناظرہ کا وکالت نامہ قرار دیا تھا۔ اہل انصاف اس تحریر کو غور سے دیکھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ وہابیہ نے کس قدر مغالطہ اور غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ دنیا کا کون غافل شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تحریر مناظرہ کی توکیل ہے جس میں مناظرہ کا لفظ تک بھی نہیں ہے۔

نقل تحریر مولوی اشرف علی تھانوی

مقام تھانہ بھون ۵ رمضان ۵۲ھ بعد حمد وصلوۃ جس دینی کلام سے کسی کو خطاب کیا جائے وہ اگر محض تبلیغ ہے تو عبادت ہے اور ایک صورت ہے اس کے بعد اگر مخاطب محض تحقیق حق کیلئے کوئی سوال کرے اور اس کو جواب دینا بھی عبادت ہے اور یہ دوسری صورت ہے اور ان دونوں خدمتوں میں ہر مسلمان جن میں احقر بھی ہے اور اگر مخاطب کو محض جدال ہی مقصود ہے اور یہ تیسری صورت ہے تو اس کو جواب نہ دینا اور اغراض کرنا یہی جائز ہے اور اس سکوت میں جو مذیذین کے ضرر کا شبہ ہوتا ہے اس کا ضرر کا خود مذبذبین کی تعلیم سے دفع کرنا ممکن ہے خواہ ابتدا یا ان کے سوال کے بعد اور میرا یہی مذاق ہے اس تمہید کے بعض عرض ہے کہ رسالہ حفظ الایمان مولفہ پر اعتراض کرنے والوں کے متعلق میرا عمل ہمیشہ سے اپنے مذاق کے مطابق مذاق رہا ہے کہ نفس مسئلہ کے متعلق تبلیغ کیلئے متردوین کی تفشی کیلئے خود رسالہ حفظ الایمان بسط البنان تغیر العون لکھ چکا اور معاندین کو کہیں خطاب نہیں کیا گیا مگر بعض احباب بعض مواقع پر دوسرے مذاق پر عمل کرنے کو نافع سمجھتے ہیں اور بعض مواقع پر بعض حالات کے اقتضاء سے ناواقفیت ہیں اس کی حاجت ہے کہ اس تقسیم کیلئے میں کسی کو اپنا وکیل بنادو اس لیے سردست میں اپنی طرف سے اس تفہیم کیلئے ان بزرگوں کو اپنا وکیل بناتا ہوں حضرت مولانا حسین احمد فیض آبادی، جناب مولانا منظور احمد صاحب سنبھلی، مولانا ابوابوفا صاحب شاہجہان پوری، مولانا اسماعیل صاحب سنبھلی، ُم فیضھم جمیعاً،

فیصلہ:

دیوبندیوں کی جمیعۃ الاحناف لاہور اور اہل سنت کی مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی متفقہ قرارداد کے متعلق مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مناظرہ کیلئے نہ خود آسکے نہ اس مناظرہ کیلئے اپنا وکیل مطلق مجاوز یا ذون بھیج سکے لہٰذا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے قطع تعلق کرلینا اور ان کی تحریرات کی پیروی چھوڑ دینا دیوبندی کی جمیعۃ الاحناف پر اور مولوی دیوبند پر حسب قرارداد لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کے ارشاد تفہیم میں نفع و برکت بخشے۔ ان ارید الا الاصلاح ملا متطمعت وماتق فیضی الا باللہ

المشتہرین: اراکین مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور

لاہور میں وہابیت کا خاتمہ

فیصلہ کن مناظرہ کا انجام

مولوی احمد علی کی وہابیت کا انکشاف

۱۵ رشوال کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نہ آنے اور وکیل مجاز نہ بھیجنے سے انہیں جو شکست ہوئی تھی اس کی مار کم کرنے کیلئے دیوبندی علما کے پورے لشکر نے یہ تجویز سوچی تھی کہ اپنی طرف سے مولوی منظور کو تھانوی صاحب کا وکیل قرار دے لیں اور اس طرح سے ان کے نہ آنے کی خفت کو کچھ کم کریں۔ مولوی منظور نے جس قدر شرطیں پیش کیں وہ شیر سنت مولانا ابوالفتح محمد حشمت علی خاں صاحب سلمہ نے فراخدلی سے منظور کرلیں۔ صرف تھوڑی سے نہایت مفید ترمیمیں چاہی تھیں جن میں فریقین کا کوئی حرج نہ تھا۔ مثلاً یہ کہ دو مسئلوں میں اخیر تقریر مولوی منظور کی ہوگی تو وہیں اخیر تقریر مولانا حشمت علی صاحب کی ہوگی اور یہ کہ ہر دو مناظر اپنی اپنی تقریریں اپنے موکلوں سے دستخط کرا کر مخالف کو دیں گے یعنی مولانا حشمت علی صاحب اپنی تقریروں پر اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام دام ظلہ کے دستخط کرائیں گے اور مولوی منظور صاحب سنبھلی اپنی تقریروں پر مولوی اشرف علی تھانوی سے دستخط کرائیں گے۔ یہ بات نہایت معقول تھی۔ تمام حاضرین نے پسند کیا۔ وہابیہ کے بھی معاملہ فہم حضرات نے اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس میں فریقین میں کسی کا حرج بھی نہ تھا۔ مگر وہابی صاحبوں کو مناظرہ موت کے برابر مہیب نظر آرہا تھا۔ اتنی

سی بات وہ دن بھر میں منظور نہ کر سکے اوران کی کانا پھوسی مشورے ختم نہ ہوتے تھے نہ ہوئے۔ان کے صدر مولوی اسماعیل سنبھلی اختیارات صدارت سے تجاوز کر کے طنزوں، کنایوں اور غلط الزاموں پر اتر آتے ہیں اور سنیوں کے فاضل صدر حضرت علامہ سید محمد شاہ صاحب سیالکوٹی فاضل پنجاب کو مجبوراًان کا جواب دینا پڑتا تھا۔کئی مرتبہ تو علامہ موصوف نے وہابیہ کے صدر مولوی اسماعیل صاحب کو آگاہ کیا کہ آپ اپنے اختیارات صدارت سے تجاوز نہ کریں۔مسائل کا بیان کرنا،فریق مقابل پر الزام لگانا یہ کام آپ کا نہیں ہے۔آپ اپنے مناظر کو کھڑا کر دیجئے کہ وہ مسائل پر گفتگو کرے لیکن وہابیہ کے صدر کا منشا تھا کہ مجمع کو اشتعال دلائے اور کسی طرح فساد کی صورت پیدا کرے تاکہ فساد ہوجائے اور مناظرہ نہ کرنا پڑے۔اس لیے وہ برابر اسی قسم کی شر انگیز گفتگو کرتا رہا۔سنیوں کے صدر علامہ سید شاہ صاحب سلمہ کو مجبوری صدر وہابیہ کے جواب دینے پڑے۔جواب دیئے تو ماشاءاللہ دانت کھٹے کر دیئے اور وہابیہ دیوبند کا صدر کسی طرح بھی اپنے مناظر کو کھڑا نہیں کرتا۔تو تین بار یہ فرمایا کہ اگر آپ کو خواہش مناظرہ ہے تو پھر آپ کا اور میرا ہی مناظرہ ہوجائے۔منطق فلسفہ، ریاضی،تفسیر،حدیث،فقہ،اصول عقائد،جس علم وفن میں چاہیں مناظرہ کر لیں۔مگر وہابیہ جس کو تھانوی صاحب کی وکالت کا بھی ادعا تھا اور اس میں یہ جرأت ہی نہ تھی کہ خود ہی مناظرہ کیلئے تیار ہوجاتا،نہ وہ اپنے مناظروں میں سکت دیکھتا تھا اس لیے بے چارہ وقت کو ٹالتا تھا اور اشتعال انگیزی کی کوشش کرتا تھا۔

مناظرہ سے بچنے کی ایک نہایت شرمناک تدبیر

وہابیہ دیوبندیہ نے امرتسر کے مشہور غیر مقلد ثناء اللہ کو بلا کر نہایت احترام سے اپنے اسٹیج پر بلایا اور دیوبندی مناظر مولوی منصور نے اپنی کرسی پر جگہ دی۔ثناء اللہ صاحب کی آمد پر دیوبندیوں کی ساری جماعت تعظیم کیلئے کھڑی ہوگی اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔اگرچہ ہزارہا کے مجمع نے اس فعل پر نفرت کا اظہار کیا اور سب کو یہ حرکت ناگوار گزری لیکن وہابیہ نے اپنے رفیق کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔حاضرین پر عیاں ہوگیا کہ غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ درحقیقت عقائد میں ہیں۔اعمال ظاہری میں اگرچہ مختلف ہیں جس حالت میں کہ شرطیں طے ہو رہی تھیں اور وہابیہ سے اقبال کہ وہ اپنی تقریروں پر اپنے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب کی تصدیق کرانے کا ذمہ لیں۔اس حالت میں وہابیہ کی طرف سے یہ شرمناک سوال کیا گیا کہ اس مناظرہ کو رہنے دو اور ثناء اللہ غیر مقلد سے مناظرہ کر لو۔اس سے اندازہ کیجئے کہ وہابیہ دیوبندیہ اور ان کا ناظر سب مناظرہ کی طرف سے پریشان تھے۔وہ اسی کو غنیمت سمجھے کہ غیر مقلد کے کندھوں پر اپنا جوا رکھ کر بھاگ نکلیں۔سنیوں کے صدر نے کہا کہ آپ مناظرہ سے اپنے فرار کی تحریر دے دیں تو ہم ثناء اللہ سے مناظر شروع کر دیں۔جب وہابیہ نے دیکھا کہ اس طرح بھی مناظرہ کی مصیبت سر سے نہیں ٹلتی تو ان کے سکریٹری نے اعلان کر دیا کہ اس جلسہ کی ذمہ داری میرے اور حضرت مولانا سید احمد صاحب کے اوپر ہے میں اس ذمہ دار کو اپنے سر اٹھاتا ہوں۔اس کلمہ کے یہ معنی تھے کہ وہ اپنی طرف کے مجمع کے ذمہ دار نہیں رہے جب کوتوال صاحب نے دیکھا کہ ان کی نیت فساد کرانے کی ہے تو انہوں نے اپنی ذمہ داری محسوس کی اور مجمع میں آکر کہا کہ آپ امن وامان سے کام لیجئے۔ایسا نہیں کہ میں انتظام قائم رکھنے کیلئے اپنی طاقت استعمال کرنے پر مجبور ہوں لیکن وہابیہ نے اس پر بھی اپنی روش نہ بدلی اور یہ بے ضابطگی کی کہ عین اس وقت جبکہ سنیوں کے صدر علامہ سید محمد شاہ صاحب تقریر فرمارہے تھے ان کی تقریر کے دوران میں اپنے مقرر کو کھڑا کر دیا اور اس نے چلانا شروع کر دیا۔یہ خلاف تہذیب وانسانیت وخلاف ضابطہ کارروائی دیکھ کر کوتوال صاحب نے مجمع سے فرمایا کہ چلے جاؤ مجھے اندیشہ ہوگیا ہے۔یہ سنتے ہی وہابیہ سب کے سب فقروا ہوگئے ایک بھی موجود نہ رہا۔کسی کے منہ سے یہ نہ نکلا کہ جناب ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہیں کہ امن قائم رکھیں گے،کوئی بات فساد کی نہ ہونے دیں گے۔آپ ہمیں مناظرہ کرنے دیجئے۔یہ کہتے تو جب جبکہ انہیں مناظرہ منظور ہوگا۔لیکن انہوں نے کوتوال صاحب کے یہ فرمانے کو بہت ہی غنیمت سمجھا۔نہ کسی کو سلام کیا نہ کلام کیا،نہ کہا کہ ہم جا رہے ہیں،نہ اذن لیا نہ اجازت لی،نہ اپنے آئندہ آنے کا وعدہ کیا چپکے سے روانہ ہوگئے۔اور سنی بحمد اللہ سب قائم رہے اور عصر تک مولانا ابوالفتح حافظ حشمت علی خاں صاحب اور علامہ سید محمد شاہ صاحب کی زبردست تقریر ہوتی رہیں،مجمع قائم رہا،پھر شب میں ۳ بجے تک جلسہ رہا۔وہابیہ کے اس بھاگ جانے کو شہر کے لوگوں نے بہت نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھا۔تمام شہر میں ان کی بدنامی ہو رہی ہے۔اہل سنت کے جلسے نہایت تزک واحتشام کے ساتھ جاری ہیں۔یہ سارے وہابی لشکر کی بہت ذلیل ترین شکست ہوئی اور چونکہ وہابیہ کی جماعت نے مولوی منظور سنبھلی کو مولوی اشرف علی تھانوی کا وکیل تسلیم کرایا تھا اور ان کی فتح وشکست کو تھانوی فتح وشکست قرار دیا تھا اس لیے یہ شکست مولوی اشرف علی کی شکست ان کی ہار ہے۔سنی نوجوان طالب علموں کو حسرت رہ گئی کہ مباحث مناظرہ میں سے کسی مبحث پر وہابیہ دو منٹ بھی نہ بولے ورنہ انہیں بھی کچھ مزہ آجاتا۔دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی۔ان سے مطلب کی ملاقات نہ ہونے پائی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی دس روشن شکستیں

تھانوی صاحب کو اس مناظرہ کیلئے نہ خود آنے کی جرأت ہوسکی نہ اپنا مجاز وماذون مطلق وکیل بھیجنے کی ہمت ہوئی۔یہ اس مناظرہ میں حسب قرارداد فریقین تھانوی صاحب کی پہلی شکست ہے۔وہابیہ کے مولویوں نے کہا کہ تفہیم ومناظرہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں جب تھانوی صاحب نے تفہیم کا وکیل بنا دیا تو مناظرہ کا وکیل بھی بنا دیا۔اس پر مناظر اہل سنت نے رد کیا کہ تفہیم کے معنی سمجھانا ہے جیسے استاد شاگرد کو سمجھاتا ہے۔بخلاف مناظرہ کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر فریق اپنے مقابل کی بات سمجھے اور اگر سمجھ میں آئے تو اسے قبول کرلے اور دونوں مناظرین علم میں مساوی ہوں تو تفہیم کی وکالت مناظرہ کی وکالت ہوئی۔تھانوی کے فرضی وکلا تفہیم

ومناظرہ کا ہم معنی ہونا ثابت نہ کر سکے۔ یہ تھانوی صاحب کی دوسری شکست ہے۔قرارداد مسلم فریق میں یہ طے ہو چکا تھا کہ مباحث مناظرہ چار ہوں گے۔ تھانوی صاحب نے ان میں سے صرف ایک مبحث عبارت حفظ الایمان کی تفہیم کا وکیل بنایا جس سے ثابت ہوا کہ خود تھانوی صاحب کو اس بات کا یقین ہے کہ فتویٰ گنگوہی وعبارت تحذیر الناس وعبارت براہیم قاطعہ میں ایسے کھلے کفریات ہیں جن کو سمجھانا بھی ان کی طاقت سے باہر ہے۔ یہ تھانوی صاحب کی مسلم فریقین تیسری شکست ہے۔مناظر دیوبندیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ رشیدیہ میں جو مناظرہ کی کتاب ہے، یہ لکھا ہوا ہے کہ مدعی کی پہلی تقریر ہو اور اسی کی پچھلی تقریر ہو۔ مناظر اہل سنت نے بار بار مطالبہ کیا۔ مگر مولوی منظور رشیدیہ میں یہ مضمون نہیں دکھا سکے۔ یہ تھانوی صاحب کی چوتھی شکست ہے۔تھانوی صاحب کے فرضی وزعمی وکلائے تفہیم مولوی منظور سنبھلی مولوی ابوابوفا شاہجہانپوری مولوی اسماعیل سنبھلی کو اس بات کا اقرار لکھنے کی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ اپنے خودساختہ وکیل تھانوی کی تقریروں پر تھانوی صاحب کے دستخط کرادیں گے۔اس سے ثابت ہو گیا کہ ان مولویوں کو خود یقین تھا کہ تھانوی صاحب کے نزدیک ان کی تقریریں غلط ہوں گی اور وہ ہرگز ان کی تصدیق نہ کریں گے۔ تھانوی صاحب کے فرضی وزعمی وکیلوں کی یہ بے کسی تھانوی صاحب کی پانچویں شکست ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ کے صدر مولوی اسماعیل سنبھلی نے اپنے مناظر کو گفتگو کیلئے کھڑا نہ کیا اور خود شر انگیز تقریریں کرتے رہے تاکہ فساد ہو جائے اور مناظرہ کی قیامت سے ان کی جان بچے۔ تھانوی صاحب کے زعمی وفرضی وکیل کی یہ شرمناک حرکت تھانوی صاحب کی چھٹی شکست ہے۔ مولوی اسماعیل سنبھلی صدر وہابیہ کی بے ضابطہ و بے قاعدہ تقریروں پر جب فاتح دیوبند علامہ سید محمد شاہ صاحب نے ان کو سرمیدان للکارا کہ جب آپ اپنے مناظر کو کھڑا نہیں کرنا چاہتے اور خود بے قاعدہ مباحث پر تقریر پر عوام کو برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر میرآپ سے مناظرہ ہو جائے۔ اس چیلنج کے الفاظ ایسے پرزور اور غیرت دلانے والے تھے کہ اگر کسی اولیٰ حیادار سے کہے جاتے تو وہ بھی تھوڑی دیر کیلئے مناظرہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا لیکن باوجود اس کے کہ اس چیلنج کی زبردست للکار سے تین بار جلسہ گونج اٹھا مگر تھانوی صاحب کی وکالت کے اس مدعی کو مناظرہ کی ہمت نہ ہو سکی۔ تھانوی صاحب کے اس خیالی وکیل کی یہ حیاسوز خاموشی تھانوی صاحب کی ساتویں شکست ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ کا اپنے مناظر کو کرسی پر سے ہٹانا اس پر ثناء اللہ غیر مقلد وہابی کو بٹھانا اور اس سے چیلنج مناظرہ دلوانا اور اس طرح مناظرہ سے اپنی جان بچانا سب تھانوی صاحب کے زعمی وفرضی وکیلوں کے مشورہ سے تھا۔ یہ تھانوی صاحب کی آٹھویں شکست ہے۔ جمعیۃ الاحناف دیوبندیہ کے سکریٹری نے تھانوی صاحب کے خیالی وادعائی وکیلوں کے مشورہ سے یہ اعلان کیا کہ اب میں اپنے مجمع کا ذمہ دار نہیں اس کے معنی یہ تھے کہ اب اگر ان کی جماعت شر انگیزی ونقص امن کرے تو وہ اس کے ذمہ دار نہیں اور دیوبندیوں کو ان کے سکریٹری کی طرف سے شر وفساد کی اجازت ہے۔ مقصد یہ تھا کہ کوتوال صاحب فساد کا احتمال دیکھ کر مناظرہ بند کرادیں اور وہابیوں دیوبندیوں کی جان مناظرہ کی قہر آفت سے بچ جائے۔ تھانوی صاحب کے ادعائی وریائی وکیلوں کی یہ شرمناک حرکت تھانوی صاحب کی نویں شکست ہے۔ کوتوال صاحب کے کہہ دینے پر وہابیہ دیوبندیہ کے سکریٹری نے اپنی جماعت کی طرف سے باامن رہنے کی ذمہ داری نہ لی اور تھانوی صاحب کے تینوں وکلائے تفہیم اپنی ساری جماعت کو لے کر اہل سنت کو بغیر اطلاع دیے بغیر ان سے اجازت لیے جلسہ سے ففرو ہو گئے یہ تھانوی صاحب کی دسویں شکست ہے۔ **قلك عشرة كاملة**۔ باقی شکستوں کی تفصیل آئندہ ملاحظہ ہو۔

مسلمانان لاہور کو دو عظیم الشان فائد

اس واقعہ سے اور بھی حاصل ہوئے ہیں:

اول: یہ کہ لاہور کے بھولے بھالے مسلمان مولوی احمد علی صاحب شیرانوالی کو حنفی سنی صوفی سمجھتے تھے۔ان پر ان واقعات نے روشن کر دیا کہ مولوی احمد علی صاحب یقیناً وہابی دیوبندی ہیں اور ان کے وہی ناپاک گندے عقیدے ہیں جو دیوبندی مولویوں نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔

دوم: یہ کہ لاہور کے سیدھے سادے اہل اسلام دیوبندی مولویوں کو پرفریب تقریریں سن کر یہ سمجھے ہوئے تھے کہ وہابیہ تو صرف غیر مقلد ہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن دیوبندیو نے ثناء اللہ غیر مقلد کو اپنے اسٹیج پر عزت واحترام کے ساتھ بلایا۔ اپنے مناظر مولوی منظور سنبھلی کو کرسی پر سے ہٹایا۔ اس پر ثناء اللہ صاحب کو بٹھانا ان کو اپنا مشکل کشا بنایا اور ان کے پردے میں اپنے سر سے مناظرہ کی مصیبت ٹالنے کیلئے ان سے چیلنج دلوایا۔ ان واقعات سے روشن ہو گیا کہ دیوبندیہ وغیر مقلدین دونوں وہابی ہیں۔ دونوں کے عقیدے بالکل ایک ہیں۔ دونوں کا مذہب متحد ہے دونوں میں صرف بعض ظاہری اعمال کا معمولی اختلاف ہے۔

اعلان حسب قرارداد مسلم فریقین وہابیہ دیوبندیہ اور ان کی پارٹی جمعیۃ الاحناف لاہور اور مولوی احمد علی شیرانوالی پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد مولوی اشرف علی پر اظہار منافرت اور ان کی اختلافی تحریروں کی پیروی چھوڑ دینے کا بہت صاف لفظوں میں اعلان چھاپ دیں گے۔ تمام اہل سنت اس کے منتظر ہیں۔

المشتہرین: اراکین مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور